محمد اظہار الحق

ہرات..... اِک شہر تھا!

لاہور دمشق قاہرہ اور استنبول کے رہنے والو! خدا تمہارے شہروں کو سلامت رکھے! کبھی ہرات بھی تمہارے شہروں ہی کی طرح زندگی سے معمور تھا۔

ہرات جو سلسلہ سفید کوہ کے جنوب میں اس جگہ واقع ہے جہاں سے کبھی کرہ ارض کی دو عظیم شاہراہیں گزرتی تھیں۔ ایک جو تبریز اور مشہد سے آتی تھی اور ہرات سے ہوتی ہوئی قندھار کے راستے برصغیر کی جنت میں داخل ہو جاتی تھی اور دوسری جو چین سے آتی تھی اور سمرقند اور بخارا کے حیرت کدوں سے گزرتی ہرات رکتی تھی اور ہرات سے دنیا بھر کی وسعتوں کا رخ کرتی تھی۔ ہرات جس کے مکین دنیا کی سب سے زیادہ میٹھی زبان فارسی بولتے ہیں اور جس کے اردگرد کے رہنے والے ترک اور افغان ہیں۔

ہرات شہر نہیں تھا ہیرا تھا اور کون سا حکمران تھا جو اس ہیرے کو اپنے تاج پر نہیں لگانا چاہتا تھا۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں سکندر اعظم نے یہاں قلعہ تعمیر کرایا جو آج بھی موجود ہے۔ گیارہویں اور بارہویں صدی میں سلجوقیوں نے جنہوں نے محمود غزنوی کے وارثوں کا تختہ الٹا تھا ہرات پر حکومت کی۔ پھر غوری آئے تو ہرات ان کے لئے بھی زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ پھر اس پر خوارزم شاہ کا جھنڈا لہرانے لگا۔ پھر تاتاریوں کا سیلاب آیا اور دنیائے اسلام کے جن حصوں کو بہا لے گیا ان میں ہرات بھی شامل تھا۔ چنگیز خان نے شہر کو اپنے بیٹے کی تحویل میں دے دیا۔ اہل ہرات نے بغاوت کی اور شہر واپس چھین لیا۔ چنگیز خان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے اسی ہزار تاتاریوں کے ساتھ چھ ماہ تک شہر کا محاصرہ کیا اور پھر وہ تباہی آتی کہ صرف چالیس شہری زندہ بچے۔ چودھویں صدی کے اواخر میں تیمور لنگ نے اسے کھنڈر میں تبدیل کر دیا لیکن خدا کی قدرت کہ کھنڈر بنانے والے تیمور ہی کے بیٹے (شاہ رخ) نے اسے نکتہ کمال پر پہنچایا۔

تیموریوں کے عہد میں ہرات تمدن کے عروج پر تھا۔ شہرہ آفاق شاعر جامی اور عظیم مصور بہزاد اسی زمانے میں ہرات میں پیدا ہوئے اور آج تک زمانے پر چھائے ہوئے ہیں۔ مسجد جامی آج بھی وہی طمطراق لئے ہوئے ہے اور جامی کے مزار پر پستے کا ایک تنہا درخت اب بھی ثابت قدمی سے کھڑا ہے۔ شاہ رخ کی ملکہ گوہر شاد کا تعمیر کردہ کمپلکس ہرات کے ثقافتی معراج کا نشان تھا اس میں یونیورسٹی بھی تھی اور عالی شان مسجد بھی۔ اس کمپلکس کو مورخ ایشیا کی سب سے زیادہ مسحور کن اور سب سے زیادہ اثر آفریں عمارت قرار دیتے تھے اس کے بارہ میناروں میں سے چھے مینار اس وقت موجود ہیں۔

پھر اب انیسویں صدی میں زار روس نے تو قند تاشقند بخارا اور جنیوا سمیت پورے وسط ایشیاء پر قبضہ کرلیا اور روسی جرنیل فرغانہ کی جامع مسجد میں سجدہ کناں معززین کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر چلا تو یہ ہرات ہی تھا جو روسی وسط ایشیا اور برطانوی ہند کے درمیان حد فاصل بنا۔ روسی ہرات کے شمال میں سو میل کے فاصلے پر رک گئے اور یہ طے پا گیا کہ ہرات پر قبضہ ہندوستان پر حملے کرنے کے مترادف ہوگا۔ ہرات ہندوستان کی کلید تھا ایران کی افواج کو بھی انگریزی حکومت نے ہرات پر ہی روکا اور وہیں سے واپس بھیج دیا۔

چند سال پہلے تک بھی ہرات کے کشادہ بازار ہاتھ سے بنی ہوئی قالینوں پارچہ جات چاول غلے تیلوں کے بیج قراقلی کھالوں اور نیلے رنگ کے بلور (Crystal) سے بھرے ہوئے تھے۔

لاہور دمشق قاہرہ اور استنبول کے رہنے والو! خدا تمہارے شہروں کو سلامت رکھے۔ کبھی ہرات بھی تمہارے شہروں ہی کی طرح زندگی سے معمور تھا۔ لیکن آج ہرات میں موت بٹ رہی ہے۔ خوف زدہ افغان ہرات کی طرف بھاگ رہے ہیں قحط جنگ اور درباان کے تعاقب میں ہے ہر لحظہ پھسلتی زندگی کو سینے سے بھینچتے ہوئے بوڑھوں بچوں اور عورتوں کے منہ پر موت کی زردیاں رقص کر رہی ہیں۔ چھ کیمپ کھچا کھچ بھر چکے ہیں ساتواں بھر رہا ہے۔ ایک رات جب برف شدت سے پڑی اتنی شدت سے کہ گزشتہ کئی سال اس طرح نہیں پڑی تھی تو صبح کے وقت لوگ منجمد ہو چکے تھے اور حرکت تک کرنا ناممکن تھا۔ بے شمار بچے منجمد حالت میں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ روئی والی رضائیوں اور جلنے والی لکڑیوں کا تو یہ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔

ہرات سے ایران جانے والی شاہراہ، اسلام قلعہ روڈ پر واقع کیمپ میں تین قبرستان دن بدن بڑے ہو رہے ہیں اور اے لاہور دمشق قاہرہ اور استنبول کے رہنے والو! خدا تمہارے بچوں کو سلامت رکھے، ان قبرستانوں میں سب سے زیادہ قبریں بچوں کی ہیں۔ چھوٹے بچوں کی ننھی منی قبریں۔ یہ وہ بچے ہیں جو دودھ کے لئے بلکتے رہے اور ان کے ننھے ننھے ہاتھ ہمک ہمک کر آسمان کی طرف اٹھتے رہے اور جن کے ماں باپ ان کا ذکر کرتے ہوئے بچوں کی طرح بلکنے لگتے ہیں۔

پینے کا پانی ہے نہ دوائیں۔ کبھی تین دن میں چار سو اسی افراد مرتے ہیں اور کبھی صرف ایک رات میں ایک سو دس۔ جن خیموں میں سترہ سو افراد کی گنجائش ہے وہاں پانچ ہزار ٹھنسے ہوئے ہیں۔ درجہ حرارت منفی پچیس ہے۔ بھوک سردی اور موت چاروں طرف برہنہ ناچ رہی ہے۔ ہیبت زدہ لوگ چیتھڑے اوڑھے فاریاب اور بادغیس کے برف سے ڈھکے پہاڑوں کو عبور کر کے ہرات میں داخل ہو رہے ہیں اور پلاسٹک کے خیموں میں موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ خدا کے لئے ہرات کی خبر گیری کرو۔ کبھی یہ بھی تمہارے شہروں ہی کی طرح زندگی سے معمور تھا۔ (مطبوعہ روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ فروری ۲۰۰۱ء)